

سفر میں ازواج مطہرات کی رفاقت

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی

سیرت نبویؐ کا ایک اہم باب اور دلاویز مرقع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار بابرکات کا مطالعہ ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی دور حیات میں تبلیغی، مذہبی اور فوجی اغراض و مقاصد سے بہت سے اسفار کیے، جن کو عام طور سے اصطلاحی معنوں میں ”غزوات“ کہا جاتا ہے۔ کم فنی اور لاعلمی کے سبب ان غزوات نبویؐ کو محض ”فوجی مہمات“ ہی سمجھ لیا گیا ہے اور ان میں خالص دینی اور مذہبی سفروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جیسے عمرہ حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حج ابو بکر صدیقؓ اور حجتہ الوداع بھی ہماری کتب سیرت میں خاص کر قدیم مصادر اور اصلی ماخذ میں بطور غزوات ہی شمار کیے جاتے ہیں۔ البتہ جدید مطالعات میں سے بعض نے ان میں ”غزوات و سرایا“ کی مقصدی نوعیت کا کسی حد تک تجزیہ ضرور کیا ہے۔

انہی اصطلاحی غزوات نبویؐ یا اسفار نبویؐ کا ایک خوبصورت پہلو اور دلنشین زاویہ یہ ہے کہ ان میں سے متعدد مواقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شریک مصاحبت ہوئیں اور بعض مواقع پر دوسری صحابیات نے بطور مجاہدات شرکت و معیت کا شرف پایا اور خاص مواقع یا بحرانی صورتوں میں انھوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین اور ان کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر پھلپھار رکھا اور مرہم ہمدردی و دوائے تسلی کا نسخہ شفا استعمال کیا۔ اصلی مصادر و ماخذ اور ثانوی کتب سیرت و سوانح میں ان تمام حسین و جمیل پہلوؤں کی طرف اشارے یا بعض حالات میں تفصیلات ضرور دستیاب ہیں۔ لیکن ان کو یکجا کر کے سیرت طیبہ کی اس محبت آگیں سنت کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اس مختصر مقالہ کا اصل ہدف تحریر یہ ہے کہ اسفار نبویؐ میں ازواج مطہراتؓ کی شرکت کی تفصیلات کو جمع کر کے اس باب سیرت کو مکمل کیا جائے۔

ابھی تک غزوہ بدر میں ازواج مطہرات کی شرکت و شمولیت کی کوئی روایت نہیں مل سکی ہے۔ اور نہ غزوہ بدر سے قبل کے غزوات میں ان کی شرکت کا کوئی ثبوت یا قرینہ ہاتھ آیا ہے۔ بعض شاذ روایات میں ابتدائی غزوات کی تعداد چار سے زیادہ تھی۔ بہر حال پہلا غزوہ جس میں اہمات المؤمنینؓ اور بعض دوسری

صحابیات کی شرکت کا ثبوت ملا ہے وہ غزوہ احد ہے اور وہ بھی اصل غزوہ میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی شکست اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیلنے کی بحرانی حالت کی صورت میں۔

واقعی اور دوسرے سیرت نگاروں کے مطابق اس ہولناک خبر کے سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابیات کی ایک جماعت (نسوة) کے ساتھ خبر کی اصلیت کا پتا لگانے نکلیں اور وہ جب حرمہ کے کنارے پہنچیں جو بنو حارثہ کی طرف سے وادی کے راستے پر تھا، تو ان کی ملاقات حضرت ہند بنت عمرو بن حرام سے ہوئی جو ایک اونٹ پر اپنے شوہر حضرت عمرو بن الجموح اور فرزند خلاؤد بن عمرو اور اپنے بھائی حضرت ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی نعشیں لے جا رہی تھیں۔ ان سے رسول اللہ کی خیر و عافیت اور مسلمانوں کی شہادت کا علم ہوا۔ (واقعی، ص ۲۴۹)۔ کچھ آگے چل کر حضرت عائشہ اور ان کی ساتھی مجاہدات کی ملاقات حضرت السیراء بنت قیس بنو دینار سے ہوئی جن کے دو فرزندوں حضرات النعمان بن عبد عمرو اور سلیم بن حارث کی شہادت پر تعزیت کی اور رسول اللہ کی خیریت دریافت کی (ایضاً، ص ۲۹۲)۔ اس طرح وہ رسول اکرم تک پہنچیں اور جب رسول اکرم نے شہداء احد کی تدفین کرنے کے بعد جناب الہی میں دعائے مغفرت و عافیت کی تو آپ کے ساتھ چودہ عورتیں موجود تھیں جنہوں نے مردوں کی صف کے پیچھے صف بنا کر دعا میں شرکت کی۔ ان خواتین اسلام میں رسول اکرم کی جگر گوشہ بتول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جنہوں نے میدان احد پہنچ کر اپنے والد گرامی قدر کے زخمی چہرے اور شکستہ بدن سے لپٹ کر تسلی و تشفی دی اور رسول اللہ کے زخموں کا علاج و مداوا کیا۔ ان کے اپنے اپنے زخم تھے لیکن رسول اللہ کی خیر و عافیت دیکھ کر ہر مصیبت ہلکی اور قابل برداشت بن گئی تھی کہ اصل حیات محفوظ و مامون تھی۔

غزوہ بنی المصطلق یا مریسیع پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی باقاعدہ شرکت کا پتا چلتا ہے۔ واقعہ اٹک کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ صریح بیان ملتا ہے کہ ”رسول اللہ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے جس کے نام کا قرعہ نکلتا، اسے آپ اپنے ساتھ لے جاتے۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نکلا اور وہ آپ کے ساتھ اس غزوہ میں روانہ ہوئیں اور پورے غزوہ میں شریک رہیں اور مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے دوران وہ واقعہ اٹک پیش آیا جس کا ہدف حضرت عائشہ صدیقہ کی ذات بابرکت تھی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مبارکہ کے ذریعے اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت و عصمت اور پاکیزگی و طہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تاقیام قیامت اپنی اپنی زبانوں سے دہراتے اور حضرت عائشہ صدیقہ کی طہارت کی تصدیق و تقدیس کرتے رہیں گے۔

احادیث میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ کی شرکت غزوہ اور سفر نبوی میں معیت نبوی کی سعادت

حاصل کرنے کا ذکر ہے، لیکن اصحاب سیرت و سوانح نے خاص کر واقفی نے ایک دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کی شرکت سفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض کے چشمہ پر پہنچے تو آپؐ کے لیے چڑے کا خیمہ لگایا گیا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کی ازواج طاہرات میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ تھیں۔ واقعہ آفک کے بیان واقفی میں اس کا اضافہ ہے کہ رسول اکرمؐ پسند فرماتے تھے کہ سفر یا حضر میں حضرت عائشہؓ آپؐ سے جدا نہ ہوں۔ لہذا مریض کے غزوہ کا ارادہ جب آپؐ نے فرمایا تو ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس میں میرا اور حضرت ام سلمہؓ کا تیر نکلا اور ہم دونوں آپؐ کے ساتھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو المصطلق کا مال اور جان بطور قیمت عطا فرمایا اور پھر ہم واپس لوٹے۔ واپس پر رسول اکرمؐ کی تیسری زوجہ مطہرہ حضرت جویریہ بنت الحارث خزاعی بھی ساتھ تھیں کہ رسول اکرمؐ نے غزوہ کے اختتام پر ان سے نکاح کر لیا تھا اور ان کو اپنی دونوں ازواج مطہرات کے ساتھ واپس مدینہ منورہ لائے تھے۔

شیخین کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا اور آپؐ نے حسب معمول ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کی تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں اہل بیت المؤمنین کے اسماء گرامی نکلتے۔ وہ دونوں اس سفر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب رہیں۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ جنگ خندق کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے کام سے فارغ ہونے کے بعد مریض کے مقام پر قیام فرمایا اور اپنے لیے ایک چرمی خیمہ لگوا لیا جو جبل احزاب کے زیریں حصہ کے پاس واقع مسجد اعلیٰ سے متصل تھا۔ رسول اکرمؐ نے دیگر ازواج مطہرات کو تو بنو حارثہ کی گڑھی میں بھیج دیا تھا، مگر آپؐ کی تین ازواج طاہرات باری باری سے آپؐ کے ساتھ قیام فرما ہوتی تھیں۔ چند روز حضرت عائشہؓ و ہش پھر ان کی جگہ حضرت ام سلمہؓ لیتی تھیں اور پھر حضرت زینب بنت جحش آ جاتی تھیں۔ پورے زمانہ خندق کے دوران اسی طرح باری باری ان تینوں ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ قیام فرما رہے۔

اسی زمانے کا ایک واقعہ واقفی نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ رسول اللہؐ کے ساتھ تھیں اور کسی وقت آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھیں۔ حالانکہ وہ شدید سردی کا زمانہ تھا لیکن رسول اللہؐ بنفس نفیس خندق کی حفاظت و نگرانی فرماتے تھے اور اپنے قبہ میں جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا، نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر خیمہ سے باہر گئے اور زور سے فرمایا کہ آپؐ کی آواز حضرت ام سلمہؓ کے کانوں تک خیمہ میں بھی پہنچی کہ یہ مشرکوں کا شہسوار دستہ خندق کا چکر لگا رہا ہے۔ پھر رسول اللہؐ نے حضرت عباد بن بشر اور ان کے محافظ دستوں

کو مشرک دستے کی حرکات و سکنات سے باخبر کیا اور جب مطمئن ہو گئے تو خیمہ میں آکر سو گئے۔ حضرت ام سلمہؓ اس دوران جاگتی رہیں حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ (واقعی، ص ۳۴۳)۔ حضرت ام سلمہؓ نے اسی قیام کے دوران اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ میں آدمی رات رسول اکرمؐ کے قبہ میں موجود تھی اور آپؐ استراحت فرما رہے تھے کہ آواز ہنگام آئی۔ آپؐ نیند سے بیدار ہو کر خیمہ سے باہر گئے اور محافظوں سے اس شور کے بارے میں گفتگو کرنے لگے جس نے آپؐ کو جگا دیا تھا۔ حضرت عبلہؓ کو آپؐ نے معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ام سلمہؓ بھی قبہ کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں اور ان کی باتیں سننے لگیں۔ اس رات مشرکوں نے کئی بار مسلم فوج پر حملہ کیا مگر ہر بار مار کھائی۔ حضرت ام سلمہؓ اس رات کی بات بعد میں بیان کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ میں آپؐ کے ساتھ کئی غزوات میں شریک ہوئی جن میں جنگ اور خوف کا راج رہا لیکن ہمارے نزدیک خندق سے زیادہ اور کوئی موقع زیادہ تھا دینے اور خوفزدہ کرنے والا نہیں تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اس ضمن میں جن غزوات میں شرکت کی تصریح کی ہے ان میں مریسیع، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور حنین کے غزوات کے نام شامل ہیں۔ (ایضاً، ص ۶۷-۳۶۶)

واقعی نے حضرت ام سلمہؓ کا تیسرا واقعہ اسی غزوہ کا یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام عامرہؓ بنو عبد اللہ اشل کی خاتون نے حبیس نامی کھانا ایک بڑے پیالے میں رسول اللہؐ کے پاس بھیجا، جب آپؐ اپنے قبہ میں حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ قیام پذیر تھے، حضرت ام سلمہؓ نے پیٹ بھر کر کھلایا پھر رسول اللہؐ اس پیالے کو قبہ سے باہر لے گئے اور آپؐ کے منادی کی آواز پر تمام موجود اہل خندق نے لبیک کہا اور اس دعوتِ نبویؐ سے پیٹ بھر مستفید ہوئے جبکہ معجزاتی طور سے پیالے کا کھانا پورا کا پورا موجود و باقی رہا۔ (ایضاً، ص ۷۷-۴)

غزوہ خندق کے دوران قیام حضرت عائشہؓ نے اپنا ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ خندق کے ایک شگاف کی طرف براہز جاتے اور اس کی حفاظت فرماتے تھے۔ جب آپؐ کو ٹھنڈک تکلیف پہنچانے لگتی تو واپس آجاتے اور حرارت پا کر آپؐ پھر اسی شگاف کی طرف چلے جاتے اور اس کی نگرانی کرتے اور فرماتے کہ ”مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں پر اس زاویہ سے حملہ ہو جائے۔“ (انہی دنوں) ایک سخت سرد رات آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”کاش آج کوئی مرد صالح حفاظت و نگہداشت کرتا۔“ فرماتی ہیں کہ جیسے ہی میں نے آپؐ کی بات سنی ویسے ہی لوہے کے بجنے اور ہتھیاروں کے کھڑکنے کی آواز آئی۔ آپؐ کے استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ زہری در دولت پر حاضر ہیں۔ آپؐ نے ان کو اس شگاف کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور آرام سے سو گئے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں اس رات کو ہمیشہ عزیز رکھتی ہوں۔ (واقعی، ص ۳۴۳)۔ بظاہر یہ واقعہ حضرت ام سلمہؓ کے قیام سے قبل کا معلوم ہوتا ہے اور خندق سے اپنی غیر حاضری کے دوران حضرت عائشہؓ نے بنو حارثہ کی گڑھی میں قیام کیا تھا

اور وہاں ایک بار حضرت سعد بن معاذ کو ایک چھوٹی زرہ میں ملبوس دیکھ کر میدان جنگ کی طرف رواں دواں پایا تو ان کی والدہ ماجدہ سے کہا ”کاش ان کی زرہ ان کے پورے جسم کو ڈھانک لیتی“۔ مگر قضائے الہی کہ اسی کے سبب وہ زخمی ہو گئے اور پھر شہادت پائی۔ (ایضاً، ص ۴۹۹)۔ حضرت زینب بنت جحش کے قیام خندق کے مذکورہ بالا حوالہ کے سوا اور کوئی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی۔

دوسرے غزوات نبویؐ میں حضرت ام سلمہؓ کی شرکت سعادت کا جو حوالہ اوپر گزرا ہے، اس کے مطابق زوجہ محترمہ عمرہ حدیبیہ کے سفر مبارک میں رسول اکرمؐ کے ساتھ تھیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سفر سعادت میں رسول اکرمؐ کے ساتھ چار خواتین مدینہ منورہ شریک تھیں۔ یہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ حضرت ام عمارہؓ، حضرت ام منیعہؓ اور حضرت ام حاتمہؓ (بنو عبد الاشہ) تھیں (ایضاً، ص ۵۷۳)۔ ان صحابیات عالیات نے عمرہ حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ام سلمہؓ یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرمؐ جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہو گئے تو آپؐ کی خدمت اقدس میں عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان آپؐ کے دو خزانہ حلیوں نے آپؐ کے لیے بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کا ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے ان کو دعائے برکت دی اور اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت اصحاب رسول اللہؐ کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے بھی ایک بکری کے گوشت سے تھول فرمایا۔ اسی عمرہ حدیبیہ کے سفر مبارک کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے لکھے جانے کے بعد جب قریشی وفد کے اراکین چلے گئے، تو رسول اکرمؐ نے صحابہ کرام کو قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن مارے صدمہ اور غم کے کسی نے بھی حکم نبویؐ پر اقدام نہیں کیا۔ رسول اکرمؐ سخت ناراضی کی حالت میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے جو آپؐ کی شریک سفر تھیں اور لیٹ گئے۔ حضرت ام سلمہؓ کے بار بار استغفار پر بھی آپؐ نے جواب نہ دیا اور آخر کار سارا ماجرا سنایا تو حضرت ام سلمہؓ نے آپؐ کو مشورہ دیا کہ آپؐ بنفس نفیس اپنی ہدی کی قربانی کریں، لوگ آپؐ کی اقتدا کریں گے۔ اور بلاخر ان کا کہا سچ ہوا کہ مسلمان آپؐ کو قربانی کرتے دیکھ کر اتنی تیزی سے اپنی ہدی کی طرف جھپٹے کہ ازدحام کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دوسری صحابیات نے بھی بعض واقعات و سنن بیان کیے ہیں جب کہ حضرت ام سلمہؓ کا دو سرا بیان یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بل کے کنارے اپنے ہاتھ سے کٹ کر قعر کا فریضہ لوا کیا۔ (واقعی، ص ۳۳۳، بغدادی)

آیت قیمم کے ضمن میں محدثین کرام کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ ایک سفر میں تشریف لے گئے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ جب رسول اکرمؐ، صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیداء یا ذات الجیش نامی مقام پر پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اس کی تلاش میں آپؐ نے پڑاؤ کر دیا۔ اس مقام کے ارد گرد پانی دستیاب نہ تھا اور لوگ بھی تھیں دست تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کی شکایت حضرت

ابوبکرؓ سے کی اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس زجر و توبخ کرنے پہنچے تو دیکھا کہ رسول اللہؐ ان کے زانوائے مبارک کو نگیہ بتائے سو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو ڈانٹا اور تھوڑا مارا بھی لیکن حضرت عائشہؓ نے حرکت نہ کی کہ مہلوا آپؐ کی آنکھ کھل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کے محبت آگیں سلوک اور خدمت نبویؐ کے اکرام میں تیمم کا حکم نازل فرمایا اور حضرت اسیدؓ بن حضیر نے برملا اس کا یوں اعتراف کیا کہ ”اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تمہارے باب میں جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کے لیے باعث برکت بنا کر مسلمانوں کے لیے بچنے کی راہ نکل دی۔“ حسن اتفاق کہ جب کوچ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا گشدرہ ہار اسی اونٹ کے نیچے مل گیا جس پر وہ سفر فرماتھیں۔ (الجامع الصحیح، باب مناقب ابی بکر اور سورۃ النساء)

سیرت نگاروں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ۷ھ میں غزوہ خیبر پہلا غزوہ تھا جس میں کافی تعداد میں صحابیات بطور مجاہدات شریک ہوئیں۔ بقول واقدیؒ ان میں ہیں خواتین شامل تھیں اور رسول اکرمؐ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ ان میں سے ایک تھیں (ایضاً ۶۸۵)۔ اس غزوہ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے غزوہ میں روانگی کا ارادہ کر لیا تو حضرت ام سلمہؓ اسلیہ نے آپؐ کے ساتھ شرکت کی اجازت مانگی اور آپؐ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ رہنے کی تاکید کی اور وہ ان ہی کے ساتھ رہیں اور ان ہی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس بھی آئیں۔ (ایضاً ص ۶۸۷)

اسی سفر سعادت میں رسول اکرمؐ کے ساتھ ان کی نئی اہلیہ حضرت صفیہ بنت جحشؓ بھی خیبر سے مدینہ تشریف لائیں کہ ان کا نکاح غزوہ خیبر کے خاتمہ پر آپؐ کے ساتھ ہو گیا تھا۔

لہل سیر و حدیث کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ نے غزوہ خیبر میں بھی اور عمرہ قضا کے ”غزوہ“ میں بھی ان تمام صحابہ کرام اور صحابیات عالیات کو لازمی طور سے شامل فرمایا، سوائے ان شہدائے کرام کے جنہوں نے غزوہ خیبر میں سرفرازی پائی تھی۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ بھی اس میں شریک تھیں کہ وہ عمرہ حدیبیہ کے سفر کی ایک محترم شریک تھیں۔ حالانکہ واقدیؒ کے ایک گزشتہ حوالہ میں عمرہ القضیہ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور دوسری روایات حدیث و تاریخ میں بھی کسی ام المومنین کی شرکت کا حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ ایک اہم واقعہ کا ذکر صریح ضرور ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی سفر مبارک کے خاتمہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود حرم میں احرام کھولنے کے بعد اپنی آخری زوجہ ماجدہ حضرت میمونہ بنت حارث ہلالی سے نکاح کیا تھا اور مکہ مکرمہ کے کنارے مقام سرف پر ان کے ساتھ رات گزاری اور پھر ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے تھے۔

فتح مکہ کے عظیم الشان غزوہ اور اہم ترین سفر میں رسول اکرمؐ کی ازواج مطہرات میں سے کسی کی

شرکت و ہم رکابی کا صریح ذکر کم ملتا ہے، لیکن کئی حوالے بتاتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ اس سفر نبویؐ میں بھی مصاحبت نبویؐ سے سرفراز ہوئی تھیں اور انھوں نے ہی نیت العقاب کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات ابوسفیانؓ بن حارث ہاشمی اور عبد اللہ بن ابی امیہ مخزومی کی سفارش کی تھی اور ان کی توبہ قبول کر کے ان کو داخل اسلام کیا تھا۔ (واقعی، ص ۸۱۰)۔ ظاہر ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ غزوہ فتح مکہ کے علاوہ غزوات حنین و اوطاس و طائف میں بھی شریک تھیں۔ ان غزوات کے خاتمہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرانہ کے مقام پر قیام فرما کر اموال غنیمت تقسیم کیے۔ حضرت ام سلمہؓ آپؐ کی معیت میں تھیں۔

فتح مکہ کے ضمن میں واقدی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ دوسری زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ بھی تھیں۔ اس کے مطابق حضرت ابو رافعؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجون نامی مقام پر چری خیمہ لگایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قیام فرمایا اور آپؐ کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ بھی تھیں (واقعی، ص ۲۸)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت میمونہؓ بھی ان چاروں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کلب تھیں۔ فتح مکہ کے غزوہ کے دوران حضرت ام سلمہؓ کی موجودگی اور کارکردگی کا ایک حوالہ واقدی نے مزید یہ دیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار گیسوؤں (مفائر) کو ذواللیفہ کے مقام پر گوندھا تھا اور آپؐ نے ان کو فتح مکہ اور قیام مکہ تک نہیں کھولا اور جب حنین کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو ان کو کھولا اور حضرت ام سلمہؓ نے ان کو پیری کے پانی سے دھویا (ایضاً، ص ۸۶۸)۔

واقدی نے غزوہ طائف کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب الایکہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپؐ کی ازواج مطہرات میں سے دو حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ ساتھ تھیں اور آپؐ نے ان دونوں کے لیے دو خیمے لگوائے اور پورے محاصرہ طائف کے دوران ان دونوں خیموں کے درمیان نمازیں ادا کرتے رہے اور یہ پورا عرصہ اٹھارہ یا انیس دنوں پر محیط تھا۔ (ایضاً، ص ۹۳۶)

رسول اکرمؐ کے آخری عظیم غزوہ تبوک میں شرکت و صحبت کی سعادت حضرت ام سلمہؓ کے نصیب میں آئی تھی۔ حضرت عریض بن ساریہ کا بیان ہے کہ سفر حضر میں رسول اکرمؐ کے دروازے کی درہلنی کرتا تھا، ہم تبوک میں قیام پذیر تھے کہ ایک رات رسول اکرمؐ کے ساتھ ہم ضرورت سے گئے پھر منزل نبویؐ کی طرف واپس آئے۔ آپؐ اور آپؐ کے کچھ مہمان رات کا کھانا کھا چکے تو آپؐ خیمے میں داخل ہونے والے تھے اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ تھیں کہ ہم تین آدمی — عریض بن ساریہ، جلال بن سراقہ اور عبد اللہ بن مغفل — بھوکے پیچھے اور آپؐ نے بڑی کدو کلوش کر کے ہمارے لیے

کعبوریں فراہم کیں اور معجزہ نبویؐ کے سبب ان میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم سیر ہو گئے مگر وہ باقی بیچ رہیں) واقف، ص ۱۰۳۶۔ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں خاص کر نماز تہجد اور خطبہ وغیرہ کا بھی دلاویز بیان پیش کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سفر مبارک کا عام و معروف نام حجتہ الوداع ہے۔ اس سفر خیر و برکت میں آپؐ کی تمام ازواجِ مطہرات جن کی تعداد اس وقت نو ہو چکی تھی، آپؐ کی معیت و صحبت میں تھیں۔ اہل سیر و حدیث کے صریح بیانات کے علاوہ کہ رسول اکرمؐ کی تمام ازواجِ عالیات اس سفر سعادت میں آپؐ کے ساتھ تھیں۔ متعدد حوالوں اور اشاروں سے بھی لن کی شرکت و موجودگی ثابت ہوتی ہے اور کئی دلچسپ واقعات اور اہم سنن کا علم بھی ہوتا ہے۔ جو صرف ازواجِ مطہرات کے سبب ہم تک پہنچا ہے۔

روایات کے مطابق حجتہ الوداع میں تمام ازواجِ مطہرات کو خود رسول اکرمؐ نے ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینبؓ بنت جحش، حضرت جویریہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت میمونہؓ نے رسول اکرمؐ کے ساتھ حج اسلام ادا کیا۔ ابن سعد نے بطور خاص اس باب میں زیادہ تفصیلات فراہم کی ہیں (جلد ہشتم)۔ ان کے استاد و مربی و اتدی کے مطابق آپؐ کی تمام ازواج نے آپؐ کے ساتھ ہواج میں سفر کر کے حج کیا اور جب تمام ازواجِ مطہرات اور اصحاب کرامؓ جمع ہو گئے تو آپؐ مسجد ذوالحلیفہ میں داخل ہوئے، ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر ہدی کے جانوروں کے گلے میں قلاوے ڈالے اور اشعار کیا اور سوار ہو کر بیداء پہنچے تو احرام باندھا۔ حضرت ام سلمہؓ کی سند پر ذوالحلیفہ پہنچے وہاں رات گزارنے، ہدی کا اشعار و قلاوہ ڈالنے اور احرام باندھنے کا ذکر دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے احرام نبویؐ میں خوشبو لگائی اور خود بھی احرام باندھا اور معطر کیا۔ قاحہ نامی مقام پر جب پہنچے تو رسول اللہؐ نے حضرت عائشہؓ کے چہرے کی زردی (صفرو) دیکھ کر فرمایا: اے شعبیہ! تمہارا رنگ کتنا حسین ہے۔ آپؐ مکہ و مدینہ کے درمیان صرف دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے اور بحالت امن پڑھتے رہے اور مکہ پہنچ کر بھی دو ہی رکعات ادا کرتے رہے اور سلام پھیر کر اہل مکہ کو نماز پوری کرنے کا حکم فرماتے کہ آپؐ مسافر تھے۔ حضرت عائشہؓ کو مقام سرف پہنچ کر ملانہ تکلیف شروع ہو گئی جس کے سبب انھوں نے عمرہ ادا نہیں کیا اور اسے بعد میں تنصیم سے جا کر ادا کیا۔ پھر حضرت حفصہؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ آپؐ نے لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے لیکن خود اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کو گوندھ لیا ہے۔ (لمدت) اور اپنی ہدی کو قلاوہ ڈال دیا ہے اور اس کو قربان کیے بغیر احرام نہ لے لوں گا۔ امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ محدثین کرام کے ہاں احرام کھولنے کے سلسلے میں حضرت حفصہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا بھی ذکر

آتا ہے جنہوں نے احرام کھولنے کا سبب پوچھا تھا۔

اس کے برخلاف حضرت عائشہؓ کی روایت و مشاہدہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے حج افراد کیا جو اہل مدینہ کا مسلک ہے کہ صحیح ترین ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ سنیچر کا دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طل نامی مقام پر گزارا، پھر روانہ ہو کر شرف ایساہ شام کو پہنچے جہاں مغرب و عشا پڑھی پھر سیالہ اور روحاء نامی مقامات کے درمیان واقع عرق انطبیعہ نامی جگہ پر راستے کے داہنے جانب والی مسجد میں نماز صبح ادا کی۔ پھر آپؐ کو ایک ہندی شخص نے ایک حمار عقیر ہدیہ کیا، جس کو حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کے حکم سے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ خشکی کا شکار تمہارے لیے اس صورت میں حلال ہے جب دوسرے شکار کریں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منصرف پہنچے، جہاں عصر، مغرب و عشا کی نمازیں پڑھیں اور رات کا کھانا کھایا۔ صبح کی نماز اتالیہ میں پڑھی اور منگل کا دن عرج میں گزارا۔

حضرت عائشہؓ سے رسول اکرمؐ کی اپنی امت سے محبت و شیفگی کا ایک عجیب واقعہ منقول ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس آپؐ بہت غمزدہ تشریف لائے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے آج ایسا کام کیا ہے، کاش وہ نہ کیا ہوتا۔ میں بیت اللہ میں داخل ہوا مگر عین ممکن ہے کہ میری امت کا کوئی شخص اس میں داخل ہونے کی قدرت نہ رکھے تو اپنے دل میں صدمہ اور تکلیف محسوس کرے۔ ہم کو طواف کا حکم دیا گیا ہے، داخلے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر آپؐ نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ حضرت امام بخاری کے مطابق حضرت ام سلمہؓ کو رسول اکرمؐ نے ان کی بیماری کے سبب سواری پر لوگوں کے عقب میں بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی۔ حضرت عائشہؓ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ جمعہ یوم ترویہ تھا اور آپؐ نے لوگوں کو منی پہنچ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی زوال کے بعد منی پہنچے اور ظہر و عصر، مغرب و عشا اور صبح کی نمازیں وہاں پڑھیں اور دار اللہ نامی مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے لیے سلیہ دار جھونپڑا (کھنیف) بنانے کی اجازت چاہی لیکن آپؐ نے منع کر دیا۔ محدثین کے مطابق حضرت عائشہؓ ابھی تک اپنی نسوانی تکلیف سے پاک نہیں ہوئی تھیں۔ اس لیے آپؐ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا اور پھر حج کا احرام بند ہوا یا کہ وہ عرفہ کی رات تھیں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق منی سے طلوع آفتاب کے بعد آپؐ نے عرفہ کے لیے رخت سفید ہا اور وہاں پہنچ کر نمہ پر قیام کیا جس کے لیے آپؐ بالوں کا خیمہ لگایا گیا اور کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے ایک چٹن کی اوٹ میں قیلولہ کیا اور آپؐ کی اہلیہ محترمہ حضرت میمونہؓ اسی کے سالیہ میں لیٹی رہیں جبکہ دوسری ازواج طاہرات ارد گرد لگے ہوئے قبول یا خیمہ میں محو استراحت تھیں۔

واقعی اور محدثین کرام کا اتفاق ہے کہ حضرت سوۃ بنت ربیعہ نے مزولفہ سے منی جلتے اور رمی جمار

کرنے کی اجازت لوگوں کے ازدحام ہونے سے پہلے مانگ لی کیونکہ وہ اپنے بھاری بدن کی وجہ سے تیز نہیں چل پاتی تھیں۔ آپؐ نے ان کو اس کی اجازت خاص عطا فرمائی اور دوسری ازواج کو روکے رکھا تا آنکہ صبح سویرے اپنے ساتھ ان کو جانے دیا۔ دوسرے دن بھیڑ دیکھ کر حضرت عائشہؓ کو افسوس ہوا کہ خود انھوں نے اس اجازت نبویؐ سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا تاکہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے بچی رہتیں۔ حضرت عمران بن ابی انس کی ماں کی روایت ہے کہ ام المومنین سوڈہؓ کے ساتھ انھوں نے رسول اکرمؐ کے حج کے دوران فجر سے قبل ہی رمی جمار کر لیا تھا جبکہ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق رسول اکرمؐ نے ان کو ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا تھا اور انھوں نے فجر کے ساتھ ہی رمی جمار کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے ایک دلچسپ و دلاویز روایت یہ بیان کی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ نے حلق کیا اور کچھ نے قصر لیکن رسول اکرمؐ نے حلق فرمایا اور خود لوگوں میں اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے جو بہت سے لوگوں کے نصیب میں آئے۔ پھر آپؐ نے بقیہ دفن کرا دیے اور سب کے لیے دعا کی، حلق کرنے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے چوتھی بار میں صرف ایک مرتبہ۔ ایک روایت کے مطابق رسول اکرمؐ نے یوم نحر (قربانی کے دن) واپسی (افاضہ) فرمایا اور ایک ضعیف روایت کے مطابق یوم نحر کی رات ہی کو اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ واپسی کی جبکہ صحابہ کرامؓ دن کو واپس ہوئے۔ روایت یہ بھی ہے کہ آپؐ کی ازواج مطہرات رات ہونے کے ساتھ ہی رمی کرتی تھیں۔ احرام اتارنے کے بعد حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے خوشبو لگائی۔ آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اور کچھ گوشت ان کے پاس بھیجا۔ منیٰ ہی سے حضرت عائشہؓ نے آکر طواف کعبہ کیا۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق منیٰ سے واپسی کے دن (یوم الصدر) ظہرین ابطح میں پڑھیں اور حضرت ابو رافعؓ کے بقول انھوں نے رسول اکرمؐ کے حکم سے تلاش منزل کی، ابطح میں آپؐ کا نیمہ لگایا جس میں آکر آپؐ فروکش ہوئے لیکن حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ آپؐ نے وادی محصب میں قیام فرمایا جو روانگی کے لیے زیادہ موزوں تھا۔ راویوں کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی میں حضرت عائشہؓ کو قضا عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا جو انھوں نے تنعیم سے جا کر کیا۔ مدینہ کی طرف واپسی میں بطحاء مبارکہ میں قیام کے وقت اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: ”یہ حج ہوا“ پھر گھروں میں قیام کا زمانہ آئے گا۔ آپؐ کے اس ارشاد کے سبب حضرت زینبؓ بنت جحش اور حضرت سوڈہؓ بنت زمعہ حج نہیں کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اکرمؐ کے بعد کوئی سواری ہم کو حرکت نہیں دے سکتی لیکن بقیہ ازواج برابر حج کرتی رہیں۔

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد رسول اکرمؐ نے اپنی وفات (۱۲ ربیع الاول ۵۸ھ / ۸ جون ۶۳۲ء) تک

مزید کوئی سفر نہیں کیا لیکن روایات میں خاص کر احادیث میں آپؐ کے متعدد اسفار کا بلا تصریح بیان آتا ہے جو آپؐ نے ہجرت اور حجتہ الوداع کے درمیانی عرصہ میں کیے تھے۔ ان اسفار کی منازل کا تو پتہ چلتا ہے لیکن ان کی زمینی تحدید و تصریح صرف قرآن و قیاس پر کی جاسکتی ہے۔ بعض حضرات نے روایات کا بھی سہارا لیا ہے۔ ان غیر متعین اسفار نبویؐ میں بھی عام اصول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی ازواج مطہرات ساتھ ہوتی تھیں اور بعض میں ان کی واضح تصریح بھی ملتی ہے۔

تجزیاتی خلاصہ

غزوات و اسفار نبویؐ اور ان میں ازواج مطہرات کی شرکت باسعادت کے مفصل اور گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ بالعموم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی نہ کسی کو ضرور اپنے ساتھ رفتی سفر بنا کر لے جاتے تھے اور انتخاب قرعہ اندازی کے منصفانہ طریقے سے فرماتے تھے۔ مکی زندگی میں بیشتر حصہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ گزرا مگر ان کے شریک سفر ہونے کا اب تک کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے آخری حصہ میں اگرچہ دوسری اہلیہ محترمہ حضرت سودہؓ خانہ نبویؐ کی زینت بن چکی تھیں۔ تاہم ان کے سفر میں رفتی بننے کا بھی کوئی حوالہ نہیں مل سکا۔ مدنی زندگی میں ۳۶ھ/۳۷ھ یا ۳۷ھ/۳۸ھ باختلاف محدثین کرام و مورخین عظام غزوہ مریسیع تک کسی بھی اہلیہ محترمہ کے رفاقت سفر کا ذکر نہیں آتا حالانکہ اس وقت تک حضرت سودہؓ کے علاوہ چار مزید ازواج طاہرات حضرت حفصہؓ (۳۳ھ)، حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ہلالی (۳۴ھ)، حضرت ام سلمہؓ (۳۴ھ) اور حضرت زینبؓ بن جش اسدی (۳۴ یا ۳۵ھ) آپؐ کے حوالہ نکلح میں آچکی تھیں۔ مدنی دور کے بقیہ پانچ سالہ زمانے میں چار ازواج مطہرات حضرت جویریہؓ بنت حارث خزاعی (۳۴ھ/۳۵ھ) بعد غزوہ مریسیع حضرت ام حبیبہؓ اموی (۳۷ھ) حضرت صفیہؓ بنت حی نفری (۳۷ھ) اور حضرت میمونہؓ بنت حارث ہلالی (۳۸ھ/۳۹ھ) آپؐ کے عقد مبارک میں آئیں۔ آخری پانچ سالہ دور کے تمام بڑے غزوات اور اہم اسفار میں ان میں سے کسی نہ کسی کی شرکت کا پتا چلتا ہے لیکن کئی غزوات اور متعدد اسفار میں ان کی رفاقت نبویؐ کا واضح ثبوت نہیں ملتا۔

اس ضمن میں ایک اہم نکتہ یہ نظر آتا ہے کہ متعدد غزوات و اسفار میں رسول اکرمؐ کی دو تین ازواج مطہرات رفتی سفر تھیں جیسے غزوہ مریسیع میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ ساتھ گئی تھیں، جبکہ غزوہ خندق کے دوران تین ازواج مطہرات میں مذکورہ بالا ازواج کے علاوہ حضرت زینبؓ بنت جش تیسری رفتی غزوہ تھیں۔ غزوہ فتح مکہ، حنین، طائف و اوطاس میں کم از کم، تین ازواج طاہرات کی شرکت کا ذکر ملتا ہے اور حسن اتفاق سے ان میں حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ کے ساتھ حضرت میمونہؓ شامل و شریک تھیں۔ اگرچہ حضرت عائشہؓ کا اپنا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہمیشہ ساتھ رکھنا پسند فرماتے

تھے اور سفر و حضردوں میں جدائی پسند نہیں کرتے تھے۔ تاہم غزوہ مریسیع میں حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ اور ایک دوسرے سفر نامعلوم میں حضرت حنفہؓ کے ساتھ ان کی رفاقت و معیت کا ذکر مل سکا ہے اور بقیہ کسی غزوہ یا سفر میں ان کا ذکر خیر نہیں آتا۔ اس باب خاص میں دراصل حضرت عائشہؓ کا بیان حضرت ام سلمہؓ پر صلوق آتا ہے جو تمام ازواج مطہرات میں اس لحاظ سے ممتاز نظر آتی ہیں کہ انھوں نے سب سے زیادہ غزوات میں رفاقت نبویؐ کا حق ادا کیا تھا۔ ان میں مریسیع کے علاوہ غزوات صلح حدیبیہ، خیبر، عمرہ القضاء، فتح مکہ، حنین، لوطاس، طائف اور تبوک شامل تھے۔ پھر وہ تمام دوسری ازواج عالیات کے ساتھ حجۃ الوداع کے سفر سعادت میں بھی برابر کی شریک و سہم تھیں۔ حضرت سودہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ کی شرکت کا ذکر بس اس آخری سفر نبویؐ کے ضمن میں ملتا ہے۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ہلالی کے کسی سفر میں شرکت کا ذکر نہیں ملتا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ صحبت نبویؐ سے محض دو تین ماہ ہی مستفید ہو سکیں۔

تین غزوات و اسفار سے واپسی پر نئی ازواج مطہرات رفاقت نبویؐ سے بہرہ ور ہوئیں جیسے غزوہ مریسیع کی واپسی پر حضرت جویریہؓ شریک سفر تھیں تو غزوہ خیبر کے بعد حضرت صفیہؓ عمرہ القضاء کے خاتمہ پر حضرت میمونہؓ نئی شریک و رفیق سفر تھیں۔

کئی دور کی حالت طیبہ میں ازواج مطہرات بالخصوص حضرت خدیجہؓ کی عدم شرکت کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہی نہیں کیے اور کیے بھی تو بعثت سے قبل تجارتی سفر جن میں زوجہ عالیہ کی شرکت و معیت ضروری نہ تھی۔ یہی بات حضرت سودہؓ کے بارے میں کہی جاسکتی ہے کہ آپؐ نے اس زمانے میں سفر ہی نہیں کیے۔ ابتدائی دور مدنی کے غزوات و اسفار میں ازواج مطہرات کی عدم شرکت کے دو امکانات ہیں: اول یہ کہ خطرات کی شدت کے سبب آپؐ نے ان کو لے جانا مناسب نہ سمجھا ہو اور دوسرے دور میں غزوہ خندق کے بعد خطرات کی شدت کے کم ہو جانے کی بنا پر ان کو شریک سفر کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ ازواج مطہرات کی شرکت تو رہی مگر مورخین و روایان کرام ان کا ذکر نہ کر سکے ہوں۔

جہاں تک اسفار و غزوات نبویؐ میں ازواج مطہرات کی شرکت کے نتائج و فوائد کا تعلق ہے تو اول بات یہ ہے کہ رفیق زندگی کا رفیق سفر ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ خاص کر طویل مدت کے اسفار میں۔ دوسرے یہ کہ ان کی شرکت سے متعدد سنتوں، احکام شرعی اور لطائف زندگی کا علم ہوتا ہے جن سے زندگی زیست کے لائق، معتبر اور سعادت دارین کی حامل بنتی ہے اور یہی سب سے عظیم فائدہ ہے۔ (ماخوذ ”تحقیقات اسلامی“ علی گڑھ، نومبر ۹۵)